اختر راہی

مستشرقین کی تحقیقات — اقبال کی نظر میں

علامہ محمد اقبال (۱۸۷۷ء - ۱۹۳۸ء) برصغیر پاکستان وہند کے اُن بلند پایہ مسلم اہل علم میں سے تھے جنھوں نے مشرق ومغرب کے تعلیمی اداروں اور جامعات سے یکساں طور پر اکتساب فیض کیا تھا۔ ان اداروں میں اُنھیں مولوی میر حسن (م ۱۹۲۹ء) جیسے روایتی مسلمان عالم اور پروفیسر میک ٹیگرٹ[1] (م۱۹۲۵ء) اور پروفیسر ٹی - ڈبلیو - آرنلڈ[2] (م ۱۹۳۰ء) جیسے معروف مستشرقین سے استفادہ کا موقع ملا تھا۔ علامہ اقبال نے ایک عالم کی حیثیت سے اپنے خصوصی مضامین ۔ فلسفہ اور قانون ۔ میں مشرق و مغرب کے معروف مؤلفین کا تو مطالعہ کیا ہی تھا۔ مگر اُنھوں نے اپنی متنوع دلچسپیوں کے تحت معاشیات، تاریخ، اسلامیات اور ادب کا بھی گہرا مطالعہ کیا تھا۔ تعلیم و تعلّم اور تصنیف و تالیف کے دوران میں اُن کی نظر سے بیسیوں کتابیں گزریں جن میں کافی تعداد مغربی اہل علم اور مستشرقین کی تالیفات کی ہے۔ ان میں سے بعض نے اُنھیں متاثر کیا اور اُنھوں نے اپنی تحریروں میں ان کے حوالے دیے۔ بعض اُنھیں بالکل متاثر نہ کر سکیں اور اُنھوں نے اپنی رائے کا بے لاگ اظہار کر دیا۔ صرف ایک تالیف "تشکیل جدید الہیات اسلامیہ" میں اُنھوں نے کم و بیش ۳۴ مغربی اہل قلم کا ذکر کیا ہے[3]، ان میں فان کریمر (م ۱۸۸۹ء) اور ہر گرونجے (م ۱۹۳۶ء) جیسے مستشرقین بھی شامل ہیں۔

علامہ اقبال نے جہاں اپنی کتابوں میں بعض مستشرقین کی تحقیقات پر اظہار خیال کیا ہے، وہیں اُنھوں نے اپنے مکتوب الیہم کے نام خطوط میں زیادہ کُھل کر لکھا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اُن کے ذخیرہ کتب (مخزونہ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور) کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زیر مطالعہ کتابوں پر حواشی لکھنے کے عادی تھے۔ وہ حواشی میں توضیح و تشریح کے ساتھ تصحیح و اختلاف بھی درج کرتے تھے۔[4] اور یوں زیر مطالعہ کتاب کے بارے میں ایک رائے قائم کر لیتے تھے۔

علامہ اقبال بحیثیت مجموعی مغربی مستشرقین کی تحقیقات کو غیر جانبدارانہ خیال نہ کرتے تھے۔ حافظ محمد فضل الرحمن انصاری (م ۱۹۷۴ء) اسلامیات کی اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اُنھیں علامہ اقبال نے مشورہ دیا۔[5]

> جہاں تک اسلامی ریسرچ کا تعلق ہے۔ فرانس، جرمنی، انگلستان اور اٹلی کی یونیورسٹیوں کے اساتذہ کے مقاصد خاص ہیں جن کو عالمانہ تحقیق اور احقاقِ حق کے ظاہری طلسم میں

چھپایا جاتا ہے۔ سادہ لوح مسلمان طالب علم اس طلسم میں گرفتار ہو کر گمراہ ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں آپ کے بلند مقاصد پر نظر رکھتے ہوئے میں بلا تامل کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے لیے یورپ جانا بے سود ہے۔

اسی طرح ایک دوسری جگہ غیر مسلم مستشرقین کے بارے میں عمومی تبصرے کے ساتھ جزوی "فوائد" کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے [6]

یورپین کتابوں میں سے اکثر بلاشبہ خاص اغراض کو مدّ نظر رکھ کر تصنیف کی گئی ہیں۔ (مثلاً تبلیغی، سیاسی، تجارتی وغیرہ) ان کتابوں میں کہیں کہیں آپ کو اپنے مضمون سے متعلق نہایت مفید معلومات ملیں گی۔ مثلاً مارشل [7] کی "اسلام گا چین میں" ایک مشنری نے مشنری اغراض کے لیے لکھی ہے۔ بایں ہمہ اس کتاب کے بعض حصص کے مطالعہ سے چینی مسلمانوں کے موجودہ نصب العین، اُن کی تحریکات اور اُن کی آرزوؤں کا پتہ لگتا ہے۔ مصنّف نے اُن کی اصلیت کے متنازع فیہ مسئلہ، اُن کی موجودہ آبادی، اُن کے معابد اور اُن کے ادب کی نوعیت سے بھی بحث کی ہے۔ ایک دوسری مثال اسٹوڈرڈ [8] کی تصنیف "جدید دُنیائے اسلام" ہے۔ یہ اُن کتابوں میں سے ہے جو جنگ عظیم [اوّل] کے بعد ضبطِ تحریر میں آئی ہے اور اس کے مصنّف کا مقصد (جو اینگلوسیکسن نسل کی برتری کا قائل معلوم ہوتا ہے) محض ایک طرح کی سیاسی اشتہار بازی ہے تاہم یہ ایک مفید کتاب یورپین زبانوں میں لکھی ہوئی اُن کتابوں کے بے شمار حوالے دیتی ہے جو اسلام اور مللِ اسلامیہ پر لکھی گئی ہیں---

مارگریٹ اسمتھ کی تالیف An Early Mystic of Baghdad [9] (حارث ابن اسد المحاسبی) کو علامہ ایک اچھی کتاب خیال کرتے تھے کیوں کہ اس سے نہ صرف "غزالی کی تعلیمات کے سمجھنے میں بڑی مدد" [10] ملتی ہے بلکہ غزالی کے توسط سے مشرق و مغرب کے یہودی اور عیسائی تصوّف پر محاسبی کے اثرات کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

مشہور مشنری ڈاکٹر زویمر ۱۹۲۴ء میں برصغیر آئے تھے۔ علامہ اقبال سے بھی ملے تھے۔ علامہ اُن کے بارے میں رقم طراز ہیں۔ [11]

ڈاکٹر زویمر --- قاہرہ میں ایک امریکن مشنری ہیں۔ وہ اسلام کی مخالفت میں ایک رسالہ "[دی] مسلم ورلڈ" [12] کی ادارت بھی کرتے ہیں لیکن اُنھوں نے متعدد کتابوں اور مضامین کی صورت میں مللِ اسلامی پر بہت کچھ لکھا ہے۔

جرمن مستشرق گولڈ زیہر [13] (۱۸۵۰ء-۱۹۳۱ء) کے بارے میں لکھتے ہیں۔ [14]

وہ ایک جرمن یہودی ہے اور انگریزی میں نہیں لکھتا۔ اس کی مشہور ترین کتب جرمن زبان میں ہیں اور ان میں کوئی خاص چیز مجھے تو نظر نہیں آئی۔ میں یورپین مستشرقین کا قائل نہیں کیوں کہ اِن کی تصانیف سیاسی پروپیگنڈا یا تبلیغی مقاصد کی تخلیق ہوتی ہیں۔

صلاح الدین خدا بخش (م ۱۹۳۱ء) نے جرمن مستشرقین کی چند کتابوں کو انگریزی میں منتقل کیا تو مستشرقین کے افکار و خیالات کو بلا نقد و تبصرہ پیش کرنے پر وہ تنقید کا نشانہ بنے حتیٰ کہ اُنہیں اپنا معذرت نامہ شائع کرنا پڑا۔ صلاح الدین خدا بخش کے تراجم کے بارے میں علامہ اقبال نے لکھا ہے۔[15]

اسلام کے ثقافتی اور فلسفیانہ پہلو پر ابھی کام کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ جرمن زبان میں چند کتابیں ہیں جن کا حال ہی میں کلکتہ کے صلاح الدین خدا بخش صاحب نے انگریزی میں ترجمہ کیا[16] لیکن وہ کتابیں بھی کچھ یوں ہی سی ہیں۔

ڈاکٹر آرنلڈ سے علامہ کو جو محبت و الفت تھی وہ اُن کی نظم "(نالہ فراق: آرنلڈ کی یاد میں)"[17] اور The Development of Metaphysicin Persia کے انتساب سے عیاں ہے۔ ڈاکٹر آرنلڈ کی وفات کی خبر سُن کر اُن کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور سر جھکا کر رو ئے۔ جب دل کا غبار ہلکا ہو گیا تو کہا۔[18]

Iqbal has lost his friend and Teacher

مگر اِسی دوران میں آرنلڈ کی "اسلام دوستی" کا ذکر آیا تو گویا ہوئے۔

اسلام! اسلام سے آرنلڈ کو کیا تعلق --- "دعوت اسلام"[19] اور اِس قسم کی کتابوں پر نہ جاؤ۔ آرنلڈ کی وفاداری صرف خاکِ انگلستان سے تھی۔ وہی اُن کا دین تھا اور وہی اُن کی دُنیا۔ اُنہوں نے جو کچھ کیا، انگلستان کے مفاد کے لیے کیا۔ میں جب انگلستان میں تھا تو اُنہوں نے مجھ سے براؤن[20] کی "تاریخ ادبیات ایران" پر کچھ لکھنے کی فرمائش کی تھی لیکن میں نے انکار کر دیا کیوں کہ مجھے اس قسم کی تصنیفات میں انگلستان کا مفاد کام کرتا نظر آتا تھا، دراصل یہ بھی ایک کوشش تھی، ایرانی قومیّت کو ہوا دینے کی۔ اس مقصد سے کہ ملت اسلامیہ کی وحدت پارہ پارہ ہو جائے۔ بات یہ ہے کہ مغرب میں فرد کی زندگی صرف ملک کے لیے ہے اور وطنی قومیت کا تقاضا بھی یہ ہے کہ ملک اور قوم (دونوں ایک ہی چیز کے دو نام ہیں) کو ہر بات پر مقدّم رکھا جائے۔ لہذا آرنلڈ کو مسیحیت سے غرض تھی نہ اسلام سے۔ بلکہ سیاسی اعتبار سے دیکھا جائے تو آرنلڈ کیا ہر مستشرق کا علم و فضل وہی راستہ اختیار کر لیتا ہے جو مغرب کی ہوسِ استعمار اور شہنشاہیت کے مطابق ہو۔ ان حضرات کو بھی شہنشاہیت پسندوں اور سیاست کاروں کا دست و بازو تصوّر کرنا چاہیے۔

مندرجہ بالافکری اور مقصدی اختلاف سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ مستشرقین کی کاوشوں کو سرے سے کوئی اہمیت نہ دی جائے۔ علامہ اسلامی تمدّن پر اُن کے فراہم کردہ "زبردست ذخیرہ" کے معترف ہیں۔[21] نیز ترتیب و تدوین، حاشیہ نگاری اور اشاریہ سازی کے حوالے سے مستشرقین کا کام قابل قدر ہے۔ فرانسیسی مستشرق لوئی ماسینیون[22] (م ۱۹۶۲ء) نے حسین بن منصور حلّاج (م ۹۲۲ء) کے مجموعہ گفتار "کتاب الطواسین" کا ایک مستند متن تیار کیا اور اس پر محنت سے حواشی لکھے۔ [مطبوعہ: پیرس (۱۹۱۳ء)] علامہ اقبال نے اکبر الہ آبادی کے نام ایک خط میں لکھا ہے۔[23]

> ابن منصور حلاج کا رسالہ "کتاب الطواسین" فرانس میں نہایت مفید حواشی کے ساتھ شائع ہوگیا ہے --- فرانسیسی مستشرق نے نہایت عمدہ حواشی دیے ہیں۔

ایک دوسرے خط میں رقم طراز ہیں۔[24]

> [ابن] منصور حلاج کا رسالہ "کتا ۲۱ب الطواسین" جس کا ذکر ابن ندیم کی "الفہرست" میں ہے، فرانس سے شائع ہوگیا ہے۔ مؤلف نے فرنچ زبان میں نہایت مفید حواشی اس پر لکھے ہیں گا حسین کے اصلی معتقدات پر اس رسالے سے بڑی روشنی پڑتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے کے مسلمان [ابن] منصور کی سزادہی میں بالکل حق بجانب تھے۔ اس کے علاوہ ابن حزم نے کتاب الملل میں جو کچھ [ابن] منصور کے متعلق لکھا ہے اس کی اس رسالے سے پوری تائید ہوتی ہے۔

پروفیسر ای - جی - براؤن کی "تاریخ ادبیات فارسی" کا گزشتہ صفحات میں ذکر ہوچکا ہے مگر پروفیسر براؤن نے اشعار کا متن متعین کرنے میں جو محنت کی ہے، علامہ اقبال کی توجہ حاصل کیے بغیر نہ رہ سکی۔ مولانا گرامی کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں۔[25]

> شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کا مشہور قصیدہ "حالتِ روزگار می بینم" پروفیسر براؤن کی تاریخ ادبیاتِ فارسی کی تیسری جلد میں --- شائع ہوا ہے۔ یہ بھی دیکھنے کے قابل ہے۔ ہندوستان میں جو نسخے اس قصیدہ کے مروّج ہیں، بہت غلط ہیں، پروفیسر براؤن نے جو نسخہ شائع کیا ہے، بہت صحیح ہے۔

علامہ اقبال چاہتے تھے کہ مغربی مستشرقین جس طرح ترتیب و تدوین کا فریضہ انجام دے رہے ہیں، اسی طرح برصغیر کے اہل علم بھی تحقیق و تفحص سے کام لیں۔ اُن کے الفاظ میں[26]

> اس میں کوئی شک نہیں کہ یورپ میں وسائل ایڈٹ کرنے کے بہت زیادہ ہیں لیکن آخر ہندی مسلمانوں کو بھی تو یہ کام کچھ نہ کچھ شروع کرنا ہے۔

فان کریمر کی "تاریخ القرآن" کے بارے میں علامہ اقبال اسی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔[27]

> میرا ارادہ ہے کہ کبھی فرصت ملے تو اس کے بعض حصص کا ترجمہ اُردو میں کر ڈالوں۔

کتاب کا انداز عالمانہ اور منصفانہ ہے۔ اگرچہ مجموعی لحاظ سے اِس کا مقصد ہماری آراء اور عقائد کے خلاف ہے۔ میرا مقصد ترجمے سے صرف یہ ہے کہ ہمارے علماء کو یورپ والوں کا طرزِ استدلال و تحقیق معلوم ہو۔

علامہ اقبال مستشرقین کی لگن اور کتاب دوستی کے بڑے معترف تھے۔ دوسری گول میز کانفرنس (لندن: ۳۲-۱۹۳۱ء) میں شرکت کے بعد واپسی پر علامہ چند روز کے لیے اٹلی میں ٹھہرے تھے۔ وہاں پرنس کائتانی [۲۸] سے ملاقات ہوئی۔ علامہ کے الفاظ میں [۲۹] "وہ اسلامی تاریخ کا بہت دلدادہ ہے۔ اُس نے تاریخ پر اتنی کتابیں لکھی ہیں اور اس قدر روپیہ صرف کیا ہے کہ کوئی اسلامی سلطنت اُس کے ترجمے کا بندوبست بھی نہیں کر سکتی۔ اُس نے لاکھوں روپے صرف کر کے تاریخی مواد جمع کیا ہے۔"

علامہ، پرنس کائتانی کے اِس شوق کی بعد میں بھی تعریف کرتے رہے۔ [۳۰]

حواشی

۱۔ پروفیسر میک ٹیگرٹ کیمبرج یونیورسٹی میں علامہ اقبال کے نگرانِ تحقیق مقرر ہوئے تھے۔ علامہ اقبال کو اُن کی نگرانی میں مقالہ The Development of Metaphysics in Persia لکھنا تھا جس پر کیمبرج یونیورسٹی نے اُنہیں بی - اے کی ڈگری دی تھی۔ بعد ازاں اِسی مقالے پر میونخ یونیورسٹی نے اُنہیں پی - ایچ - ڈی کی سند دی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: ڈاکٹر سعید اختر درّانی، علامہ اقبال کی پی - ایچ - ڈی کی ڈگری کے مراحل، ماہنامہ سیّارہ (لاہور)، اشاعت خاص ۳۲ (۱۹۹۲ء)، ص ۲۴۹ - ۲۹۵

پروفیسر میک ٹیگرٹ کے سوانحی خاکے کے لیے دیکھیے: ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی، اقبال کے استاد - ڈاکٹر میک ٹیگرٹ، ماہنامہ ادبی دُنیا (لاہور)، اقبال نمبر، شمارہ ۲۴، ص ۲۰ - ۲۳، چند یادیں، چند تاثرات، لاہور: آئینہ ادب (۱۹۶۹ء)، ص ۳۰۱ - ۳۰۶

۲۔ علامہ اقبال اور آرنلڈ کے روابط کے حوالے سے دیکھیے: ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی، چند یادیں، چند تاثرات، حوالہ مذکورہ، ص ۳۶۷ - ۳۸۴، سعید اختر درّانی، اقبال - یورپ میں، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان (۱۹۸۵ء)، ص ۱۷ - ۳۴، نیز ماہنامہ سیّارہ (لاہور)، اشاعت خاص ۳۲ (۱۹۹۲ء)، حوالہ مذکورہ

۳۔ محمد سعید شیخ، تعارف مرتّب The Reconstruction of Religious Thought in Islam، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ (۱۹۸۹ء)، ص ۷

۴۔ علامہ اقبال کے ذخیرہ کتب کی فہرست اولاً مجلّہ "فاران" (اسلامیہ کالج - سول لائنز لاہور) کی اشاعت بابت جون ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئی۔ اسی حوالے سے ڈاکٹر رحیم بخش شاہین نے Mementos of Iqbal [لاہور: آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس (۱۹۷۷ء)] میں نقل کی۔ اِس فہرست میں بعض

ایسی کتابیں بھی شامل ہیں جو علامہ اقبال کی وفات (۱۹۳۸ء) کے بعد شائع ہوئی ہیں۔

ذخیرۂ اقبال کی فہرست سازی کی تازہ ترین کوشش محمد صدیق کی Descriptive Catalogue of Allama Iqbal's Personal Library [لاہور: اقبال اکادمی پاکستان (۱۹۸۳ء)] ہے۔

۵- شیخ عطاءاللہ، اقبال نامہ - حصہ اوّل، لاہور: شیخ محمد اشرف (س - ن)، ص ۳۹۸

۶- شیخ عطاءاللہ، اقبال نامہ، حصہ دوم، لاہور: شیخ محمد اشرف (۱۹۵۱ء)، ص ۲۷۴

۷- مارشل بُروم ہال کی تالیف Islam in China: A Neglected Problem کی طرف اشارہ ہے۔ پہلی بار یہ کتاب ۱۹۱۰ء میں شائع ہوئی تھی۔ ۱۹۶۶ء میں اِس کا ایک ایڈیشن نیویارک سے شائع ہوا ہے۔

۸- امریکی مصنف ڈاکٹر لوتھراپ اسٹوڈرڈ کی تالیف The New World of Islam کو مسلم دُنیا میں کافی مقبولیت حاصل رہی ہے۔ اُردو میں اِس کا ترجمہ محمد جمیل الرحمٰن بدایونی نے "جدید دُنیائے اسلام" کے نام سے کیا۔ دوسرا اجزوی ترجمہ "مسلمانوں کا دورِ جدید اور ہندوستان کا مستقبل" [امرتسر: آفتاب برقی پریس (۱۹۲۴ء)] عبدالقیوم ملک نے کیا ہے۔

عربی زبان میں اِسے عجاج نویہض نے "حاضر العالم الاسلامی" کے نام سے منتقل کیا اور امیر شکیب ارسلان (م ۱۹۴۶ء) نے حواشی کا اضافہ کیا جن سے اصل کتاب دب کر رہ گئی ہے۔ امیر شکیب ارسلان کے حواشی کے سبب عربی دان حلقوں میں کتاب کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔

۹- علامہ اقبال کے ذخیرہ کتب میں مارگریٹ اسمتھ کی دو کتابیں موجود ہیں۔

* An Introduction to the History ofMysticism, London: Macmillan (1930).
* An Early Mystic of Baghdad: A Study of life and Teachings of Harith B. Asad Al-Mahasibi, 781-857 A.D., London: The Sheldon Press (1935)

۱۰- شیخ عطاءاللہ، اقبال نامہ، حصہ اوّل، حوالہ مذکورہ، ص ۶۸ - ۶۹، انگریزی زبان میں علامہ کے اصل خط کے لیے دیکھیے: "۷ مکتوبات علامہ اقبال"، سویرا (لاہور)، شمارہ ۵۵، ص ۱۶

۱۱- شیخ عطاءاللہ، اقبال نامہ، حصہ دوم، حوالہ مذکورہ، ص ۲۷۶

۱۲- ایس - ایم زویمر ڈی - ڈی کا جاری کردہ The Muslim World [آغاز: ۱۹۱۱ء] ہارٹ فورڈ سیمنری ہارٹ فورڈ (ریاست ہائے متحدہ امریکہ) سے باقاعدہ شائع ہو رہا ہے۔ مسیحی مشنریوں کے ہاں اس رسالے کی جو اہمیت تھی، ۱۹۲۶ء کی ایک رپورٹ کے اس نوٹ سے واضح ہے کہ "دی مسلم ورلڈ مسلمانوں کے درمیان کام کرنے والے مشنوں سے متعلق تمام معاملات میں اطلاعات اور افکار کا ایک

گنجینہ ہے۔" [رائٹ ریورنڈ سینٹ کلیر ڈونلڈسن، The Call from the Moslem World, لندن (۱۹۲۶)]

۱۳۔ سوانح حیات کے لیے دیکھیے: سعید احمد اکبر آبادی، پروفیسر اجناس گولڈزیہر، ماہنامہ معارف (اعظم گڑھ)، اگست ۱۹۸۲ء، ص ۸۵-۹۶

۱۴۔ شیخ عطاءاللہ، اقبال نامہ، حصہ دوم، ص ۹۶

۱۵۔ ایضاً، ص ۹۰

۱۶۔ صلاح الدین خدا بخش نے جرمن اہل قلم ــ فان کریمر، ڈاکٹر ویل اور ایڈلم میز ــ کی بعض کتابوں کو انگریزی زبان میں منتقل کیا تھا۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: خدا بخش لائبریری جرنل، شمارہ ۱۷ (۱۹۸۱ء)، حصہ انگریزی، ص ۱-۱۶

صلاح الدین خدا بخش کے انگریزی ترجمے کے توسّط سے مہدی افادی نے فان کریمر کو اُردو دان حلقے میں متعارف کرایا۔ دیکھیے: مہدی بیگم (مرتبہ)، افاداتِ مہدی، لاہور: شیخ مبارک علی تاجر کتب (بار چہارم: ۱۹۴۹ء)، ص ۱۰۲-۱۲۸

انگریزی زبان کے توسّط سے محمد جمیل الرحمٰن نے فان کریمر کی تحریر "مسلمانوں کی صنعت و حرفت، زراعت و تجارت" [الہ آباد: مطبع اسرار کریمی] کو اُردو میں منتقل کیا تھا۔

۱۹۲۲ء کے ایک خط میں علامہ اقبال نے لکھا تھا کہ مسلم تہذیب کی تاریخ اب تک نہیں لکھی گئی۔ زیادہ تر مواد کے بارے میں بالعموم معلومات میسّر نہیں یا اب تک شائع نہیں ہوا۔ مسلم تہذیب کے بارے میں لکھتے ہوئے یورپی فضلاء نے محض اوپر کی سطح کو چھوا ہے۔ [بشیر احمد ڈار، Letters of Iqbal، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان (۱۹۷۸ء)، ص ۱۸۶] تاہم علامہ نے مسلم تہذیب کے مطالعہ کے لیے فان کریمر اور نولڈیکے کی کتابیں تجویز کی ہیں۔

۱۹۲۹ء کے خط میں اُنھوں نے صلاح الدین خدا بخش کے انگریزی تراجم کے حوالے سے جرمن تالیفات پر زیادہ کھُل کر رائے دی ہے۔

۱۷۔ اقبال، بانگ درا، لاہور: کریمی پریس (س-ن)، ص ۷۴-۷۵

۱۸۔ سیّد نذیر نیازی، مکتوبات اقبال، کراچی: اقبال اکادمی پاکستان (۱۹۵۷ء)، ص ۹۶-۹۷

۱۹۔ The Preachig of Islam کا اُردو ترجمہ اولاً عنایت اللہ دہلوی نے کیا تھا، دوبارہ اسی عنوان سے ڈاکٹر عنایت اللہ نے ترجمہ کیا اور کچھ حواشی کا اضافہ کیا۔ ڈاکٹر عنایت اللہ کا ترجمہ محکمہ اوقاف حکومتِ پنجاب، لاہور (۱۹۷۲ء) نے شائع کیا ہے۔

۲۰۔ پروفیسر ای - جی - براؤن کی سوانح حیات کے لیے دیکھیے: اے - جے - آربری، Oriental

Essays: Portraits of Seven Scholars لندن: جارج ایلن اینڈ اُن وِن (۱۹۶۰ء)، ص ۱۶۰-۱۹۶

۲۱۔ شیخ عطاءاللہ، اقبال نامہ، حصہ دوم، حوالہ مذکورہ، ص ۲۷۵

۲۲۔ سوانح و خدمات کے لیے دیکھیے: محمد اکرام چغتائی، "حلّاج: حیات، تصانیف وماخذ"، سویرا (لاہور)، مئی ۱۹۷۶ء، ص ۱۰۵ - ۱۵۲

۲۳۔ شیخ عطاءاللہ اقبال نامہ حصہ دوم، حوالہ مذکورہ، ص ۵۰ - ۵۱

۲۴۔ شیخ عطاءاللہ، اقبال نامہ حصہ اوّل، حوالہ مذکورہ، ص ۵۴

۲۵۔ محمد عبداللہ قریشی، مکاتیب اقبال بنام گرامی، کراچی: اقبال اکادمی پاکستان (۱۹۶۹ء)، ص ۱۶۶ - ۱۶۷

۲۶۔ شیخ عطاءاللہ، اقبال نامہ، حصہ اوّل، حوالہ مذکورہ، ص ۲۲۵

۲۷۔ بشیر احمد ڈار، انوارِ اقبال، کراچی: اقبال اکادمی پاکستان (۱۹۶۷ء)، ص ۱۸۷-۱۸۸

۲۸۔ پرنس کائتانی کی "تاریخ اسلام" کے "مقدمہ" کے ترجمے کے لیے دیکھیے: شیخ عنایت اللہ "پرنس کائتانی کی ایطالی تواریخ اسلام کا مقدمہ"، ماہنامہ معارف (اعظم گڑھ)، نومبر ۱۹۲۷ء، ص ۳۵۸-۳۶۶، دسمبر ۱۹۲۷ء، ص ۴۴۴-۴۵۰، ڈاکٹر ریاض الحسن (مترجم)، "اسلام اور یورپ"، ماہنامہ چراغِ راہ (کراچی)، جنوری ۱۹۶۸ء ص ۷۵-۸۴

۲۹۔ محمد رفیق افضل، گفتارِ اقبال، لاہور: ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان (۱۹۶۹ء)، ص ۱۵۳- ۱۵۴

۳۰۔ رفیع الدین ہاشمی، خطوطِ اقبال، لاہور: مکتبہ خیابانِ ادب (۱۹۷۶ء)، ص ۲۹۲